محمد اسحاق بھٹی

ایک حدیث

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَبْغَضَ الرِّجَالِ اِلَی اللّٰہِ اُلْاَلَدُّ الْخَصِمُ (مشکوٰۃ باب الاقضیۃ والشہادات)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ قابلِ نفرت وہ شخص ہے جو سخت جھگڑالو ہے

شائستگی، متانت اور رفق ولینت کو اسلامی تعلیم میں خاص اہمیت حاصل ہے۔ اسلام امن اور سلامتی کا مذہب ہے اور لوگوں کو اسی کا درس دیتا ہے۔ بہترین ثقافت اور عمدہ ترین تہذیب سکھانا اور اس کے تمام پہلوؤں سے روشناس کرانا اسلام کے اوّلین مقاصد میں داخل ہے۔ وہ لوگوں کو تلقین کرتا ہے کہ اپنے قول اور عمل سے ملاطفت کا ثبوت دیں اور ہر موقعے پر شریفانہ اخلاق کا مظاہرہ کریں۔ مسلمانوں کا اسلوبِ حیات صاف ستھرا اور طرزِ زندگی پاکیزہ و شائستہ ہونا چاہیے۔ لڑائی جھگڑے گالی گلوچ اور بدزبانی و فحش گوئی سے اسلام کو شدید نفرت ہے۔ اس کی تعلیمات کا بنیادی نقطہ یہ ہے کہ خود بھی امن وسلامتی کی زندگی بسر کرو، دوسروں کو بھی اسی جادۂ مستقیم پر چلنے کی تاکید کرو۔

جو لوگ انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنے کاروانِ حیات کو اسلام کے بتائے ہوئے خطوط پر رواں دواں رکھنے کا عزم کر لیتے ہیں، وہ اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک پسندیدہ ہیں اور معاشرے میں بھی ان کو احترام و اکرام کا مستحق گردانا جاتا ہے۔ اس کے برعکس جو لوگ دنگا فساد کو اپنا معمول ٹھہرا لیتے اور بغض وعداوت کی راہ پر چل پڑتے ہیں، وہ بارگاہِ خداوندی میں بھی قابلِ نفریں قرار پاتے ہیں اور معاشرے میں بھی ان کو نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں یہی بات ارشاد فرمائی ہے کہ جو شخص جھگڑے فساد پر آمادہ رہتا ہے اور ہر چھوٹی بڑی بات پر ہنگامہ بپا کر دیتا ہے، وہ اللہ کے نزدیک نہایت قابلِ نفرت ہے۔ قرآن مجید نے ایسے شخص کو "الد الخصام" سے تعبیر کیا ہے، یعنی سخت جھگڑالو، بات بات پر اڑ جانے

اور ضد کرنے والا۔ دوسرا صحیح بھی ہو تو اُسے غلط اور ناحق قرار دینے والا۔ حدیث میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی بات ارشاد فرمائی ہے۔

لڑائی جھگڑا اور دنگا فساد بہت بڑا معاشرتی عیب ہے۔ بعض لوگ ہر وقت آمادۂ فساد رہتے ہیں۔ کوئی انھیں سمجھانے کی کوشش کرے تو الٹا اس کے درپے آزار ہو جاتے ہیں۔ دوسرے کا دل دکھانے میں انھیں لطف آتا ہے اور ان کا یہ معمول بن جاتا ہے کہ ایسی بات زبان سے نکالیں جو مخاطب کے لیے تکلیف اور اذیت کا باعث بنے۔ وہ دھونس، دھاندلی اور ہنگامے سے لوگوں پر رعب جماتے اور ان کو ذہنی اور قلبی اذیت میں مبتلا کرتے ہیں۔ مدِمقابل شریف اور کمزور آدمی ہو تو تیز کلامی اور چرب زبانی سے اس کو دبا لیتے ہیں۔ اگر زور دار آدمی سے واسطہ پڑے تو اس سے دب جاتے ہیں۔

اس قسم کے لوگ معاشرے میں برائی پھیلاتے، اختلافات کو ہوا دینے اور نزاع و انتشار کی فضا پیدا کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ گھر میں ہوں تو بیوی بچوں سے جھگڑتے اور ان کی عاقبت بگاڑتے ہیں، باہر ہوں تو گلی محلے اور دفتر کے لوگوں کا ناک میں دم کر دیتے ہیں۔

اس قماش کے لوگ معاشرے کے ہر طبقے میں پائے جاتے ہیں، ان پڑھ طبقے میں بھی اور پڑھے لکھے طبقے میں بھی۔! بعض اچھے خاصے پڑھے لکھے اور تعلیم یافتہ حضرات کو دیکھا گیا ہے کہ وہ بغل میں کتابیں دبائے پھرتے ہیں اور ہر شخص سے بحث و مناظرے میں الجھ جاتے ہیں۔ پھر بلند آواز سے بولتے اور میز پر مکے مار مار کر اپنی بات کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ دوسرے کو نہ تو بات کرنے کی مہلت دیتے ہیں اور نہ ٹھنڈے دل سے اس کی سنتے ہیں۔ اگر کوئی ایسی بات کسی کے قلم یا زبان سے نکل گئی ہو جو ان کی تحقیق سے مطابقت نہیں رکھتی تو اس کا جینا دوبھر کر دیتے ہیں اور جگہ جگہ اس کی مذمت کرتے پھرتے ہیں۔ ایسے لوگ اگر سچے بھی ہوں تو سنجیدہ افراد پر ان کا اچھا اثر نہیں پڑتا اور وہ انھیں پیشہ ور مجادل قرار دیتے ہیں۔

ان عادات و اطوار کے لوگوں کی حدیث میں مذمت فرمائی گئی ہے۔ اسلام نے تحمل، بردباری اور متانت و سنجیدگی کی تعلیم دی ہے۔ وہ صحت مندانہ اختلاف کی اجازت دیتا ہے اور لوگوں کو غور و فکر کی تلقین کرتا ہے۔ اس کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ ہر معاملے میں سوچ سمجھ کر قدم اٹھاؤ اور دوسرے کی بات کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ اگر کوئی غلطی پر ہو تو اس سے نرمی اور لینت سے پیش آؤ۔ زبردستی، خصومت، ضد اور جبر اسلام کو قطعاً پسند نہیں۔ وہ رواداری، حلم اور سلامتی کا مذہب ہے۔